ترکی کا خیالی قصہ ’’بہنیں‘‘ اور براہوی لوک کہانی

’’سنگ دل خالہ‘‘ کا تقابلی مطالعہ

نوریئہ بیلیک
شعبہ اردو، سلجوق یونیورسٹی، ترکی

Abstract

A comparative Study of an Imaginative Turkish Tale and
A Brahavi Folk tale

Tales are mirrors of a civilization. They tells a lot about the people, life style, world view and values of their respective cultures. Tales of different languages are common treasure of humans. They have distinct features of as well as some common characteristics. In this article comparative study of two tales of different languages is presented. Their common and different features are understood. The commonalities of the tales describe the strong bond and close ties of Turkey and Pakistan.

مقدمہ:

خیالی قصے اقوام عالم کی تہذیبی اقدار کے حامل ہوتے ہیں اور اپنے اپنے معاشروں کا نقطۂ نظر منعکس کرتے ہیں۔ مگر اس کے ساتھ ساتھ بعض دیگر اقدار کو بھی اپنے دامن میں جگہ دیتے ہیں جنہیں وہ دسرے معاشروں اور اقوام سے متاثر ہو کر اخذ کرتے ہیں۔ بنی نوع انسان مختلف جغرافیائی منطقوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔ صدیوں کے تجربات سے متاثر ہوتا ہے جو اس نے ہجرت، تجارت اور جنگ و جدل سے حاصل کیے ہوتے ہیں۔ یہ تجربات اور مختلف معاشروں کے تعامل سے اخذ کردہ اقدار دیگر اصناف کی طرح خیالی قصوں میں بھی جگہ پاتے ہیں۔ نتیجتاً یہ خیالی قصے اپنی جغرافیائی حدود سے نکل کر دوسرے معاشروں کو بھی متاثر کرتے ہیں۔

ایک مستشرق جرمن سائنس دان BerfyTeodor جس نے 1859 میں پنچ تنتر کا ترجمہ جرمنی زبان میں کیا وہ کہتا ہے کہ

’’دراصل اقوام عالم کے درمیان مشترک اور مماثل خیالی قصوں کا سرچشمہ اور مآخذ بین الاقوامی

تہذیبی اور تاریخی تعلقات اور آپس کے تعامل و تفاعل ہیں۔ تمام قومیں ایک دوسرے سے اثرات بھی قبول کر رہی تھیں اور تہذیبی عناصر بھی لے رہی تھیں۔ خیالی قصوں کا تعلق خواہ کسی قوم اور کسی زبان سے ہو مگر ان کے درمیان ایک قسم کی مماثلتیں ضرور موجود ہوتی ہیں۔''[۱]

ترک قوم کا تعامل مختلف اقوام سے رہا ہے۔ دیگر معاشروں کی اساطیر نے ترکی ادب پر اور ترکی اساطیر نے دوسری اقوام کے فن و ادب کو متاثر کیا ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ ترکی اور مسلمانانِ پاک و ہند کے تعلقات صدیوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد یہ تعلقات مزید گہرے ہوتے چلے گئے۔ چنانچہ دونوں ممالک کے معاشرتی، سیاسی، اقتصادی، علمی اور ادبی اقدار کے اثرات ایک دوسرے پر مرتب ہوئے۔ ترکی میں سرسید دور سے بھی پہلے اردو کا تعارف ہوا۔ اسی طرح ترکی زبان و ادب سے اردو ادب بھی زمانہ قدیم سے متعارف ہوا۔ اس پس منظر میں دیکھا جائے تو دونوں ممالک کی لوک کہانیوں اور خیالی قصوں کے اثرات ایک دوسرے پر مرتب ہوتے رہے۔ میں نے اس حوالے سے ترکی اور پاکستان کے خیالی قصوں سے دو ایسی کہانیاں منتخب کی ہیں جو ایک دوسرے سے مماثلت رکھتی ہیں۔ ترک خیالی قصہ کا نام ''بہنیں'' ہے، جبکہ براہوی قصے کا نام ''سنگ دل خالہ'' ہے۔

ترک خیالی قصے کا خلاصہ:

''ترک خیالی کہانی میں دو بہنیں ہیں جن میں سے ایک مفلس شخص سے بیاہی جاتی ہے۔ دوسری بہن مالدار ہے۔ شادی کے بعد مفلس بہن ایک درخت کی کھوہ میں ایک بچی کو جنم دیتی ہے۔ اس بچی کو تین پریاں کئی خوبیاں بخشتی ہیں۔ یعنی جب وہ ہنستی ہے تو اس کے رخساروں پر پھول کھلتے ہیں۔ جس کو ہاتھ لگاتی ہے وہ چیز سونا بن جاتی ہے۔ جس زمین پر چلتی ہے وہ سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ جب دولت مند بہن کو پتا چلتا ہے تو وہ بھی اس کھوہ میں جا کر بیٹی کو جنم دیتی ہے اس امید میں کہ وہ پریاں اس کی بیٹی کو بھی وہی خوبیاں عطا کریں گی لیکن وہ پریاں اس بچی کے ماتھے پر ایک سونڈ لگا دیتی ہیں۔ اُس ملک کے بادشاہ کو جب مفلس عورت کی بیٹی کے حسن اور خوبیوں کا پتا چلتا ہے تو اس غریب عورت سے اس کی بیٹی کا رشتہ شہزادے کے لیے مانگتا ہے۔ چنانچہ شادی ہو جاتی ہے اور وہ لڑکی ڈولی بیٹھ کر اپنی خالہ اور اس کی سونڈ والی بیٹی کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہوتی ہے۔ راستے میں لڑکی کو پیاس لگتی ہے تو وہ اپنی خالہ سے پانی مانگتی ہے تو وہ چند گھونٹ کے بدلے اس کی دونوں آنکھیں مانگتی ہے اور ساتھ ہی اس کے عروسی لباس بھی طلب کرتی ہے اور بعد میں اس لڑکی کو ڈولی سے نکال کر وہیں راستے میں پھینک دیتی ہے اور اپنی بیٹی کو اس کے کپڑے پہنا

کر ڈولی میں بٹھا دیتی ہے اور محل میں پہنچ جاتی ہیں۔ اُدھر ایک بوڑھی عورت اندھی لڑکی کو اپنے گھر لے جاتی ہے۔ جب وہ لڑکی کسی بات پر ہنستی ہے تو اس کے رخساروں پر گلاب کے پھول کھل جاتے ہیں۔ بوڑھی عورت یہ گلاب لیکر محل میں جاتی ہے جہاں اپنی بیٹی کے ساتھ وہ خالہ بھی رہ رہی ہے۔ بوڑھی عورت اسے گلاب کے پھول دے کر اس سے لڑکی کی آنکھیں مانگتی اور لیکر لڑکی کو لگا دیتی ہے۔ اسی دوران ملک میں قحط پڑ جاتی ہے تو بادشاہ اپنے گھوڑوں کو رعایا میں بانٹ کر ان کی پرورش کرنے کو کہتا ہے اور ایک گھوڑا بوڑھی عورت کو بھی دے دیتا ہے۔ لڑکی اس گھوڑے کی دیکھ بھال کرتی ہے اور ظاہر ہے وہ جب چلتی ہے تو وہ زمین سرسبز ہو جاتی ہے۔ اس طرح گھوڑا خوب پلتا ہے۔ جب قحط ختم ہو جاتا ہے اور بہار آتی ہے تو شہزادہ گھوڑے واپس لینے کے لیے سب کے پاس جاتا ہے تو بوڑھی عورت کے گھر پلنے والا گھوڑا زمین سے اٹھتا نہیں ہے۔ وہ لڑکا آتی ہے اور اس گھوڑے کو اٹھاتی ہے اور ایک ایک کر کے سارا ماجرا شہزادے کو سناتی ہے۔ اُدھر شہزادہ محل میں آکر اپنی دلہن کا گھونگھٹ اٹھاتا ہے تو اس کے ماتھے پر سونڈ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے۔ سزا کے طور پر اس لڑکی کو خچر کی دم سے باندھ کر مروا دیتا ہے اور اس خوبصورت لڑکی سے شادی کر لیتا ہے۔ چالیس دن اور چالیس رات اس شادی کا جشن منایا جاتا ہے۔''[۲]

براہوی کہانی کا خلاصہ:

براہوی کہانی میں بھی دو بہنیں ہیں جن میں سے بڑی بہن ایک مالدار شخص سے شادی کرتی ہے اور چھوٹی بہن ایک غریب شخص کے ساتھ بیاہی جاتی ہے۔ جب وہ امید سے ہوتی ہے تو اپنے خاوند سے اصرار کرتی ہے کہ وہ بچی کو جنم دینے کے لیے اس کی مالدار بہن کے پاس لے جائے۔ جب دونوں وہاں پہنچتے ہیں تو اس کی بہن اپنی نوکر سے کہتی ہے کہ اس دنیا میں میری کوئی بہن نہیں ہے۔ بس اُسے جو کی روٹی دے کر رخصت کر دو۔ وہ دونوں ناچار واپس جاتے ہیں اور راستے میں ایک جگہ ستانے کے لیے رکتے ہیں تو اس کی بیوی کو دردزہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی تین پریاں اس بچی کو جنم دے کر اس کے جسم پر ہاتھ پھیر کر اسے خوبصورت بنا دیتی ہیں۔ اسی جگہ وہ پریاں ایک باغ بنا کر اس میں ایک خوبصورت محل تعمیر کرا دیتی ہیں۔ جس میں ایک ندی بھی بہہ رہ ہوتی ہے۔ جب وہ لڑکی جوان ہوتی ہے تو ایک دن اس ملک کا شہزادہ وہاں سے گزرتا ہے تو اس حسین لڑکی کو پریوں کے پاس دیکھ کر عاشق ہو جاتا ہے اور اپنے باپ سے اس لڑکی سے شادی کرنے کی ضد کرتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ اُس لڑکی کے باپ کے پاس جا کر رشتہ مانگتا ہے۔ وہ شخص بادشاہ سے کہتا ہے کہ اس نے لڑکی پریوں کی بخش دی تھی۔ اگر وہ مان جائیں تو اسے لڑکی

دینے میں کوئی انکار نہ ہوگا۔ادھر دولت مند بہن کا خاوند مر جاتا ہے اور سب جائداد اور مال اس سے چھن جاتا ہے۔ البتہ ایک بیٹی رہ جاتی ہے۔ چنانچہ دونوں اپنی اس بہن کے پاس آتی ہیں۔وہ انہیں گلے لگاتی ہے اور اپنے پاس رکھتی ہے۔

''ادھر بادشاہ پریوں سے اجازت لے کر اُس لڑکی کو اپنے بیٹے سے بیاہ کر ڈولی کے ساتھ روانہ ہوتا ہے تو لڑکی کی خالہ اور اس کی بیٹی بھی اس کے ساتھ جاتی ہیں۔راستے میں ترک کہانی کی طرح دلہن کو پیاس لگتی ہے تو خالہ سے پانی مانگتی ہے۔خالہ اس سے آنکھیں، لباس اور زیورات مانگتی ہے اور اپنی بھانجی کو نیچے پھینک کر اس کی جگہ اپنی بیٹی کو دلہن بنا کر بھیج دیتی ہے۔اس کی خبر پریوں کو بھی ہو جاتی ہے۔ایک پری اڑ کر لڑکی کے پاس پہنچتی ہے اور لڑکی کو دوبارہ اسی صورت حالت میں لے آتی ہے۔ادھر دلہن کا گھونگٹ اٹھانے پر شہزادہ ایک کالی کلوٹی بدصورت لڑکی کو دیکھا ہے۔شہزادہ انہی قدموں پر واپس ہوتا ہے اور وہاں جا کر دیکھتا ہے تو وہ لڑکی پریوں کے ساتھ ندی کے کنارے ٹہل رہی ہے۔شہزادہ بادشاہ کو جب بتاتا ہے تو وہ اس لڑکی اور اس کی ماں کو ٹکڑے ٹکڑے کرا دیتا ہے اور اس لڑکی کو شہزادے کے لیے بیاہ کر لے آتا ہے گویا دونوں کہانیوں کا موضوع بھی ایک ہے اور انجام بھی۔''۱۳

دونوں کہانیوں کا کردار، اشیا اور معاشروں کے لحاظ سے تقابلی مطالعہ دونوں کہانیوں کا تقابلی مطالعہ کیا جائے تو ترک کہانی کی خوبصورت لڑکی کو پریاں بہت سی خصوصیات عطا کرتی ہیں جن کی تفصیل پہلی آچکی ہے۔ یہ ساری خوبیاں ماقوف الفطرت ہیں جب کہ براہوی کہانی میں پریاں اس کو جسمانی خوبیاں عطا کرتی ہیں اور اُسے حسین وجمیل بنا کر دولت مند بھی بناتی ہیں۔ دونوں کہانیوں کی خوبصورت لڑکیاں ایک جیسی مصیبتوں سے گزرتی اور آخر میں محلوں میں زندگی گزرتی ہیں یعنی جھونپڑیوں میں سے نکل کر محلوں میں پہنچتی ہیں۔کہانی کا وسطی حصہ بھی بہت مماثلت رکھتا ہے۔دونوں لڑکیوں کو ڈولی میں سے باہر پھینک کر خالائیں اپنی بیٹیوں کو بٹھا دیتی ہیں۔فرق یہ ہے کہ ترکی کی خیالی کہانی میں اس لڑکی کی مدد ایک بوڑھی کرتی ہے مگر براہوی قصے میں پری اس کی مدد کو آتی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ ترک کہانی میں بڑھیا کی مدد پانے والی لڑکی کافی عرصے کے بعد اپنی کھوئی ہوئی حیثیت دوبارہ حاصل کرتی ہے اور آنکھیں واپس پا لیتی ہے جبکہ براہوی کہانی میں لڑکی کو فوراً گمشدہ آنکھیں اور محل وغیرہ مل جاتے ہیں۔

دونوں خیالی قصوں میں روایتی لوک کہانیاں کی طرح انجام پر نیکی غالب آتی ہے اور برائی شکست کھاتی ہے۔یعنی برائی پر نیکی کو ہمیشہ فتح حاصل ہوتی ہے۔ان دونوں کہانیوں سے ملتے جلتے کم وبیش چالیس خیالی قصے مل جاتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ساری دنیا میں خیالی قصے ایک ہی نوعیت رکھتے ہیں۔فرق صرف معاشرے اور ماحول کا ہے۔

دونوں خیالی قصوں کے مرکزی کردار خالاؤں کی بیٹیاں ہیں۔ دیگر کرداروں میں بادشاہ، شہزادے، بوڑھی عورتیں اور پریاں وغیرہ ہیں۔ مگر دونوں کہانیوں میں معاشروں کے فرق کے سبب پاکستان میں نوکر چاکر کا رواج کہانی میں دکھائی دیتا ہے۔ جب کہ ترک کہانی میں نوکروں کا وجود دکھائی نہیں دیتا۔ دونوں کہانیوں میں پریاں نیکی، بوڑھی عورت ہمدردی، خالائیں بری اور بادشاہ طاقت کی علامت بن کر آتے ہیں۔ دیگر کردار مددگار کرداروں کی حیثیت سے آتے ہیں جو کہانی کو آگے بڑھانے میں مدد کرتے ہیں۔

دونوں کہانیوں میں انسانی وجود سے ہٹ کر چرند پرند، اشیا، حیوانات، بناتات وغیرہ ایسے عناصر ہیں، جن میں مافوق الفطرت ماحول پیدا کیا جاتا ہے۔ ترک کہانی میں گھوڑا اور خچر جبکہ براہوی لوک کہانی میں گدھا انسانی کرداروں کی مدد کرتے ہیں۔ ترک کہانی میں پھول، زمین، مرکزی کرداروں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ترک کہانی میں دلہن کو لے جانے کے لیے بند بگھی ہے جب کہ پاکستانی میں ڈولی ہے۔ پاکستانی کہانی میں طلائی اشیا بادشاہ کی طاقت اور دولت مند کے مظاہر ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جہیز کا ذکر جو آج بھی اناطولیہ میں عام ہے ترک خیالی قصے میں نہیں ملتا ہے جب کہ پاکستانی کہانی میں جہیز کا ذکر ملتا ہے۔ پانی بھی دونوں خیالی قصے میں ایک اہم عنصر کی حیثیت رکھتا ہے۔

دونوں کہانیوں میں اپنی اپنی تہذیب اور اپنے اپنے معاشروں کی اقدار کا پتا چلتا ہے۔ بعض چیزوں میں مماثلت ملتی ہے تو بعض میں فرق بھی واضح ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ترکی اور پاکستانی معاشروں میں جو مماثلتیں اور فرق موجود ہیں، وہ دونوں کہانیوں میں واضح طور پر نظر آتے ہیں۔ موضوع کی مناسبت کے ساتھ ساتھ شکل و صورت، چال ڈھال، لباس واطوار اور رہن سہن کا فرق دونوں کہانیوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

ترکی میں زیر نظر لوک کہانی سے ملتی جلتی اور کہانیاں بھی موجود ہیں جن میں خالہ کے بجائے بعض اوقات سوتیلی ماں، دودھ پلانے والی اور بھابھیاں بھی حسد کرتی دکھائی دیتی ہیں۔ بعض قصوں میں پریوں کے بجائے درویش، حوریں یا کوئی مخلوق کرداروں کو غیر معمولی خوبیاں اور فضیلتیں عطا کرتے نظر آتے ہیں۔ کبھی کبھی بڑھیا، کسان، گڈریے اور تاجر سوداگر بھی نگہبانی کا حق ادا کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے تھے، ان دونوں کہانیوں سے ملتے جلتے کم و بیش چالیس خیالی قصے مل جاتے ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ساری دنیا میں خیالی قصے ایک ہی نوعیت رکھتے ہیں۔ فرق صرف معاشرے اور ماحول کا ہے۔

حواشی:

1. Çobanoglu, Özkul, *Halkbilimi Kuramlan ve Arasturma Yöntemleri Tarihine Giri,* (Ankara: Akçag Yaymlar, 2012), p112
2. Günay, Umay. *Elazi Masallar*, (Erzurum: Atatürk Üniversitesi Edebiyat

Fakültesi Yaynlar, 1975). p224

3. Barahvi, Addurrahman. *Barhavi Lok Kahaniyan,* (Kuetta:Barahvi mAkadmi.2013). p132

مآخذ:

1. Barahvi, Abdurrahman, *Barahvi Lok Kahaniyan*, Kuetta:Barahvi Akadmi, 2013.
2. Çobanoglu, Özkul, *Halkbilimi Kuramlan ve Arasturma Yöntemleri Tarihine Giri*, Ankara:Akçag Yaymlar, 2012.
3. Günay, Umay, *Elazi Masallar*, Erzurum: Atatürk Üniversitesi Edebiyat Fakültesi Yaynlar, 1975.
4. Kanar, Mehmet, *iran Masallari*, istanbul: Yapi Kredi Yayinlari,1995.
5. Kumartailioilu, Sati, *Balikesir Masallarinda Motif ve Tip Araitirmasi*, Balikesir:Balikesir Üniversitesi, Sosyal Bilimler Enstitüsü, Türk Dili ve Edebiyati Anabilim Dali,2006.
6. Sakaoglu, *Saim Gümüshane Masallari*, Erzurum: Atatürk Üniversitesi Yayinlari, 1973.
7. Seyidoilu, Bilge, *Erzurum Halk Masallari Üzerinde Araitirmalar,* Ankara:Atatürk Üniversitesi Yayinlari, 1975.

☆☆☆